اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

باونواں اجلاس (چھٹی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 21/اپریل 2022ء بروز جمعرات بمطابق 19 رمضان المبارک 1443 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	توجہ دلاؤ نوٹس۔	05
3	رخصت کی درخواستیں۔	06
4	قرارداد نمبر 142 منجانب: جناب نصراللہ خان، رکن اسمبلی۔	07

جلد 52　شمارہ 06

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر جان محمد خان جمالی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

سینئر رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب محمد خالد قمبرانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ **21**/اپریل 2022ء بروز جمعرات بمطابق **19** رمضان المبارک 1443 ہجری، بوقت سہ پہر 03 بجکر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب قادر علی نائل، چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ط وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡہُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِہِ اللّٰہُ ط فَیَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ قف لَانُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍمِّنۡ رُّسُلِہٖ قف وَقَالُوۡاسَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ق ز غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۲۸۵﴾

﴿ پارہ نمبر ۳ سُوۡرَۃُ البقرہ آیات نمبر ۲۸۴ اور ۲۸۵ ﴾

ترجمہ: اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر ظاہر کرو گے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے اس کو حساب لے گا اس کا تم سے اللہ پھر بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مان لیا رسول نے جو کچھ اُترا اس پر اسکے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اسکے رسولوں کو کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اسکے پیغمبروں میں سے اور کہہ اٹھے کہ ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وَمَاعَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ وقفہ سوالات۔

جناب چیئرمین: زاہد علی ریکی صاحب نہیں ہیں۔اور وزیر تعلیم بھی نہیں ہے۔اور سید عزیز اللہ آغا صاحب بھی نہیں ہیں چھٹی کی درخواست آئی ہے۔اور وزیر تعلیم صاحب کی بھی چھٹی کی درخواست آئی ہے۔تو جن کے جوابات موصول ہوئے ہیں اُن کو dispose off کیا جاتا ہے اور جن کے جوابات نہیں آئے ہیں اُن کیلئے direction دیتا ہوں کہ جو بھی ڈیپارٹمنٹ ہو وہ برقت سوالات کے جوابات پہنچایا کریں۔اور باقی جن کے جوابات موصول نہیں ہوئے ہیں اُن کو defer کرتے ہیں۔اور جن کے جوابات موصول ہوئے ہیں اُن کو dispose off کرتے ہیں۔جی محترمہ۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب اسپیکر! ایک point ہے۔please یہ میرا آج سوال بھی تھا اور سوال ابھی نہیں، کافی عرصہ بھی مَیں نے ایجوکیشن سے related میرے بہت سے سوالات جن کے جوابات مجھے آج تک نہیں ملے ہیں۔دو سال ہوگئے ہیں مجھے جوابات نہیں ملتے۔جناب اسپیکر! جس صوبے کی حالت یہ ہوگی جہاں تعلیمی ایمرجنسی ہو۔اور وہاں یعنی جو تعلیم کا شعبہ ہے اُس کی حالت یہ ہو کہ آپ کوئی سکول کے حوالے سے جواب نہیں دے سکتے تو being educationist میرا خیال ہے میرے پاس بلوچستان کا جتنا data ہے، جتنا schools کا data ہے مَیں اگر یہاں share کریں۔میرا خیال ہے یہاں کسی سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری یا کسی بھی اسٹاف ممبر کو اُن کے اسٹاف میں سے اگر کسی کو دے دیتے تو دے سکتے ہیں۔مَیں as member بلکہ as educationist بھی آپ کو یہ بتادوں۔ابھی کوئٹہ کے سکولوں کی یہ حالت ہے یہاں میرے بھائی نصر اللہ خان زیرے صاحب ایک قرارداد لائے ہیں۔کاریز جہلم کی مَیں بات کروں گی سات سو طلباء ہیں اور 15 ٹیچرز ہیں جناب اسپیکر! کم ازکم ہمارے وزیر تعلیم کو یہاں ہونا چاہیے تھا کہ اگر وہ نہیں ہے۔کم ازکم ان کے اسٹاف کے تو لوگ ہیں۔ان کا سیکرٹری کس چیز کی تنخواہ لے رہا ہے۔ان کا اسٹاف کس چیز کی تنخواہ لے رہا ہے کم ازکم ایک سوال کا جواب صرف specific ایک اسکول کا مَیں نے پوچھا ہے۔اگر پورے بلوچستان کا مَیں ڈیٹا لے کے آؤں۔تو یہ تو مجھے سالہا سال جواب نہیں دیں گے۔even میرا یہ سوال کب سے submit ہے اس سے پہلے بھی میرے جتنے بھی سوالات ہیں ایک کا بھی مجھے آج تک جواب نہیں ملا۔کہ آیا بلوچستان میں ہماری ایجوکیشن کی مد میں کتنا پیسہ لگتا ہے۔جناب اسپیکر! ہم اپنے پرائمری اور مڈل سکول کو جب نہیں چلاسکتے ہیں۔تو ہم یونیورسٹی اور کالجز کہاں سے چلاسکتے ہیں۔thank you

جناب چیئرمین: شکریہ۔جی بالکل ایک اہم ڈیپارٹمنٹ ہے، ایجوکیشن کے چار سوالات کے جوابات

موصول نہیں ہوئے ہیں۔وزیر تعلیم صاحب بھی نہیں ہیں اور سیکرٹری ایجوکیشن بھی نہیں ہے۔جس طرح آپ نے فرمایا۔آپ نے درست فرمایا ہے اسی طرح کی صورت حال میرے اپنے حلقے میں ہے۔جہاں پورے ہزارہ ٹاؤن میں ایک ہی سکول ہے اور وہاں تقریباً کوئی students 1200 ہیں۔اور اُس کے لئے total 20 teachers ہیں۔کئی بار رابطہ کیا ہے لیکن توجہ نہیں دی۔میں پھر direction دیتا ہوں اور یہ افسوس سے کہنا پڑرہا ہے کہ بار بار ہم یہاں سے رولنگ دیتے ہیں اور direction دیتے ہیں کہ سیکرٹریز اور منسٹرز جب سوالات ہوں ،تو وہ موجود نہیں ہوتے۔یہاں چار سوالات ہیں۔سیکرٹری صاحب! آپ باقاعدہ ان کو لکھیں! کہ معزز اراکین کی طرف سے ان کے تحفظات ہیں آپ لوگ جوابات بروقت جمع کرائیں۔اور جو آج نہیں آئے ہیں اس حوالے سے بھی آپ لکھ دیں شکریہ۔جی

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب چیئر مین !اگر آپ ایک اور وہ کریں کہ کم از کم سیکرٹری ایجوکیشن ،سیکنڈری ایجوکیشن اور ایڈیشنل سیکرٹری ایجوکیشن۔کیونکہ میری قرارداد ہے۔اس پر مَیں نے بولنا ہے تفصیل کے سات شاید محترمہ بھی اس پر بولیں۔تو اہم قرارداد ہے کوئٹہ کے حوالے سے۔سیکرٹری ایجوکیشن اور محکمہ تعلیم کے نمائندوں کو اگر آپ فوری طور پر بلالیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب چیئر مین: جی بالکل۔سیکرٹری صاحب! آپ approach کرلیں۔سیکرٹری ایجوکیشن یا جو ایڈیشنل سیکرٹری یا جو بھی ہو۔ابھی قرارداد پر بات ہونی ہے۔نصر اللہ صاحب کی بات بالکل درست ہے۔

جناب چیئر مین: وقفہ سوالات ختم۔

جناب چیئر مین: **توجہ دلاؤ نوٹس۔**

جناب چیئر مین: جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکریہ مسٹر چیئر مین۔وزیر برائے محکمہ توانائی کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کراتا ہوں۔کہ بلوچستان انرجی کمپنی کا Chief executive کون ہے۔اور ان کا board of governing کتنے اراکین پر مشتمل ہے۔ان کے نام مع ولدیت اور لوکل کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب چیئر مین: یہ دو دن پہلے بھی اجلاس میں آپ کے توجہ دلاؤ نوٹس تھے اُس وقت بھی منسٹر صاحب موجود نہیں تھے اور آج بھی موجود نہیں ہیں۔تو مَیں direction دیتا ہوں ڈیپارٹمنٹ کو کہ وہ اگلا جو سیشن ہوگا تو دو دن کے اندر written میں آپ کو جواب مل جائے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: تمام تفصیلات جو مَیں نے مانگی ہیں۔ممبران کی اور اُن کی تنخواہوں کی اور تمام

تفصیلات اگلے سیشن تک۔ کل نہیں پرسوں تک فراہم کی جائے اور متعلقہ منسٹر کو بھی۔

جناب چیئرمین : آپ کے توجہ دلاؤ نوٹس کے حوالے سے دو، دن میں ڈیپارٹمنٹ اپنے جواب تفصیل کے ساتھ یہاں پہنچادیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی thank you۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر نصیب اللہ مری صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج تا اختتام اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت سے منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: جناب عبدالرشید صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: میر زابد علی ریکی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: مکھی شام لعل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت

منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب چیئرمین: **غیر سرکاری کارروائی**

جناب چیئرمین: جناب عبدالواحد صدیقی صاحب چونکہ موجود نہیں ہیں۔ اسکی قرارداد کو defer کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب نصراللہ زیرے صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر **142** پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you مسٹر چیئرمین! ہرگاہ کہ کوئٹہ کی آبادی تقریباً پینتیس لاکھ سے زائد ہوچکی ہے اور اسکے اطراف میں جو گرلز اور بوائز سکول قائم ہیں ان سکولز میں طلباء وطالبات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور اس کے مقابلے میں اساتذہ کی تعداد بہت کم ہے جس کی وجہ سے ان علاقوں کے اکثر طلباء وطالبات تعلیم سے محروم ہورہے ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ محکمہ تعلیم کوئٹہ کے مضافات جن میں مشرقی بائی پاس، سریاب، کچلاک موسیٰ کالونی، خلجی کالونی، بڑیچ آباد اور پشتون آباد میں اساتذہ کی کمی دور کرنے کی بابت عملی اقدامات کرنے کو یقینی بنائے۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 142 پیش ہوئی کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب! تمام دنیا اس بات پر متفق ہے کہ تعلیم اور شعور کے بغیر ہماری سوسائٹی ترقی نہیں کرسکتی۔ اور پھر سب سے بڑھ کر جو پرائمری، مڈل اور سیکنڈری ایجوکیشن ہے جو لازم ہے اور constitution کے آرٹیکل 25.A میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ریاست کا یہ فرض ہے کہ وہ بچے کو کم ازکم میٹرک تک تعلیم دلائے اور مفت دلائے۔ اور جناب چیئرمین! کوئٹہ شہر اور entire the province اگر آپ دیکھیں تو حالات ایجوکیشن کے حوالے سے انتہائی بُرے ہیں۔ ایمرجنسی تو declare کی گئی ہے۔ لیکن عملاً ایسا کچھ بھی نہیں ہے entire the province کی بابت اگر میں بات

کروں تو اگر میں یہ کہوں کہ 75% سے زائد آپ کے سکول بند پڑے ہیں سکولوں کو تالے لگائے گئے ہیں اگر آپ مستونگ ڈسٹرکٹ کوئٹہ اسکے اطراف کے اسکولوں میں جائیں۔جسطرح پنجپائی کے ایک سکول کا ذکر کیا گیا ہے۔وہاں اسکولوں تمام وہاں کے پرائمری اور مڈل سکول بند پڑے ہیں برشور ہمارا علاقہ ہے وہاں کے تمام سکولز بند پڑے ہیں اور باقی جتنے بھی آپ ڈسٹرکٹ اٹھائیں آپ یقین نہیں کرسکتے کہ حالت اتنی بُری ہے کہ سکولز بند پڑے ہیں ہمارے ٹیچر حضرات اکثر سکولوں میں وہ غیر حاضر رہتے ہیں۔اور جب ہم کوئٹہ شہر کی آبادی کی بات کرتے ہیں یہاں صورت حال اتنی in balance ہے جناب چیئر مین! کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔میں آپ کے سامنے چند مثالیں پیش کروں گا۔آپ خود حیران رہ جائیں گے کہ ٹیچرز کی تعداد کتنی ہے سٹوڈنٹس کی تعداد کتنی ہے اور اسکے مقابلے میں مضافات، جس کا میں نے ذکر کیا وہاں کیا پوزیشن ہے۔میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ 2016ء میں ہم نے کوئی start school 20 کیئے۔ یہ محکمہ تعلیم کی رپورٹ ہے کہ 2016 مارچ میں دس ہزار بچوں اور بچیوں نے admission لیا تعلیمی مہم ہم نے چلائی۔لیکن آج وہ دس ہزار بچے اور بچیاں ان کا drop out انکے نکلنے کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ میں حیران ہوں کہ وہاں اب جہاں چھ سو بچے پڑھتے تھے آج سو بچے بھی وہاں نہیں ہیں اسکے ذمہ دار کون ہیں۔ باتیں تو بڑی ہوتی ہیں کہ ہم ایجوکیشن کے لئے ہم یہ کریں گے ہم وہ کریں گے لیکن عملاً ایسا نہیں ہے جناب چیئر مین! میں کوئٹہ شہر کی بات کروں گا کوئٹہ شہر کے اندر سکولوں کی ۔ مسجد روڈ کی تین ،چار گلیوں میں چار ہمارے پاس سکول ہیں ذرا غور فرمائیں۔ جناب والا! گرلز ہائی سکول اپوا مسجد روڈ پر واقع ہے بہت بڑی بلڈنگ ہے اسکی کل طالبات کی تعداد 139 ہے جو وہاں پڑھتی ہیں۔ٹیچرز کی تعداد 29 ہے اور چار طالبات پر ایک ٹیچر ہے۔گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پاک یہ بھی مسجد روڈ پر واقع ہے اگلی گلی میں ۔ جناب چیئر مین! 282 طالبات یہاں پڑھتی ہیں اتنی بڑی بلڈنگ میں بہت بڑا سکول ہیں بہت بڑی بلڈنگ ہے وہاں ٹیچرز کی تعداد 56 ہے پانچ بچیوں پر ایک ٹیچر ہے۔ مذکورہ سکول میں کم وبیش جو پاک سکول ہے 28 ایس ایس ٹی ٹیچرز ہیں۔ان میں ایسے بھی اساتذہ ہیں جو فی میل ہیں جن کا دن میں ایک پیریڈ نہیں ہوتا وہ سکول میں آکر حاضری لگاتی ہیں اور پھر سارا دن وہاں کشیدہ کاری کرتی ہیں اپنے گھریلو کام وہاں سکول میں کرتی ہیں۔ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول محلہ مسجد روڈ یہ چوتھا سکول مسجد روڈ پر واقع ہے یہاں طالبات کی تعداد 140 ہے اور ٹیچرز 28 یعنی پانچ بچیوں پر ایک ٹیچر ہے۔ دوسرا سکول ساتھ ہی ہے گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ڈاکٹر بانو روڈ۔ یہاں طالبات کی تعداد کتنی 67 ہے اور 19 ٹیچرز ہیں، تین بچیوں پر ایک اُستانی صاحبہ ہیں۔ یہ میں نے مسجد روڈ کے چار سکولوں کا avrage نکالا ہے۔اِن چار سکولوں میں کل 628 طالبات

پڑھتی ہیں۔ یہاں 132 ٹیچر ہیں ان چار سکولوں میں اور چار طالبات پر یہاں ایک ٹیچر ہے اور جناب چیئر مین! گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول اسپیشل گوردت سنگھ روڈ ہے 236 طلباء ہیں 21 ٹیچرز ہیں۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول شالدرہ۔ یہ بھی اسپیشل سکول کے اندر ہے۔ تین پرائمری سکول ایک ساتھ ہیں تینوں کی دیواریں ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ یہ بھی گوردت سنگھ روڈ پر 100 طلباء ہیں 10 ٹیچرز ہیں اور اسکے ساتھ تیسرا سکول ہے۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کاسی یہ بھی گوردت سنگھ روڈ پر ہے۔ اس میں 376 طلباء ہیں۔ 22 ٹیچرز ہیں ان تین سکولوں میں 712 اسٹوڈنٹس ہیں 53 ٹیچرز ہیں اور 13-12 اسٹوڈنٹس پر ایک ٹیچر ہے- جناب چیئر مین! اسکے علاوہ گورنمنٹ گرلز ہائیر سیکنڈری اسکول ریلوے جوائنٹ روڈ پر واقع ہے۔ یہاں 1500 طالبات کے لئے 163 ٹیچرز مہیا ہیں 9 طالبات پر ایک ٹیچر ہے اور مذکورہ سکول کی جو ہیڈ مسٹریس صاحبہ ہیں پرنسپل، انہوں نے لکھ کر دیا ہے کہ ہمارے پاس 30 سے زائد اساتذہ سرپلس ہیں یہ یہاں سے نکالے جائیں۔ دوسرا گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کوچہ ولی محمد سرکی روڈ۔ یہاں سیکنڈ شفٹ میں 45 بچے ہیں 9 ٹیچرز ہیں زرغون ٹاؤن کا جوسٹی کا علاقہ ہے۔ یہاں 57 سکول ہیں جس میں 509 ٹیچرز تعینات ہیں۔ اور یہاں کے جو زرغون ٹاؤن کے نواں کلی اور ہنہ اوڑک بھی زرغون ٹاؤن ہے وہاں حالت بالکل اسکی الٹ ہے۔ وہاں سینکڑوں طلباء ہیں اور ٹیچرز کا نام ونشان نہیں ہے اور اسکے علاوہ میں ایک اور مثال آپ کے سامنے پیش کروں گا گورنمنٹ گرلز مڈل سکول بستی پنچائیت میں کتنے یہاں طلباء ہیں۔ محض 22 طلباء یہاں پڑھتے ہیں 11 ٹیچرز ہیں 2 طلباء پر ایک ٹیچر اور اسکے مقابلے میں، میں ابھی چلتن ٹاؤن جو اطراف کے علاقے ہیں، اس کا تقابلی جائزہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ male اور female پرائمری اسکول۔ گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول خلجی کالونی ہے یہاں 800 طلباء نے داخلہ لیا ہے۔ محض 6 اساتذہ ایک ٹیچر کے پاس 120 طلباء ہوں گے وہ بے چارہ کیا کام کر سکے گا۔ یہاں گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول کلی قمبرانی جس میں 833 طالبات ہیں 30 ٹیچرز ہیں کم وبیش 35 سے 40 بچیوں پر ایک استاد ہے۔ گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول کیچی بیگ یہاں کم وبیش 2500 طالبات پڑھتی ہیں اور 40 سے 45 ٹیچرز ہیں۔ 50 سے 55 بچیوں پر ایک اُستانی ہے۔ گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول کلی اچوزئی کچلاک میں 172 طالبات پڑھتی ہیں محض 2 ٹیچرز ہیں۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں 86 بچیوں پر ایک ٹیچر ہے۔ گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول کلی عمر یہ کوئٹہ کے اطراف میں ہے یہاں 900 طالبات پڑھتی ہیں اور 28 ٹیچرز ہیں کم وبیش 40 بچیوں پر ایک اُستانی ہے۔ گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول بڑیچ آباد موسیٰ کالونی 500 طلباء محض 5,6 ٹیچرز ہیں۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری اسکول صدر ٹاؤن مشرقی بائی پاس محض ایک ٹیچر۔ گورنمنٹ پرائمری اسکول کلی حبیب فیض آباد 228 طلباء پر محض

3 ٹیچرز ہیں 76 بچوں کو ایک ٹیچر پڑھاتا ہے۔ گورنمنٹ ہائی اسکول رحیم گل کلی بلیلی میں 200 طلباء پڑھتے ہیں محض 6 اساتذہ ہیں ۔ گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول لالا آباد ہزار گنجی میں واقع ہے 264 طلباء پر محض 2 ٹیچرز ہیں۔ 130 بچوں کو ایک ٹیچر پڑھاتا ہے۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ اندازہ لگائیں کہ یہ بہت سارے اطراف کے اسکول ہیں جو بند پڑے ہیں اور اساتذہ تنخواہیں وصول کر رہے ہیں ۔ جناب چیئر مین !اب یہ صورتحال ہے میں نے آپ سے request کی تھی کہ ایجوکیشن کے سیکرٹری صاحب کو آپ call کریں ۔ ڈپٹی سیکرٹری، ڈائریکٹر صاحب تاکہ وہ یہ باتیں سن لیں یہ ہم کس کو سُنا رہے ہیں یہاں تعلیم کے وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب بھی نہیں ہیں۔ اور جناب چیئر مین !اب یہ جو ہم نے حکومت میں کہا ہے تعلیمی ایمرجنسی ہے۔ تعلیمی ایمرجنسی کا میں نے صرف آئینہ دکھایا ہے وہ بھی صرف کوئٹہ کا۔ کردگاپ میں اسکول ہے وہ بند پڑا ہے چمن میں بہت سارے اسکول بند پڑے ہیں جناب چیئر مین !اِس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سینکڑوں ٹیچرز باہر کے اضلاع کے یہاں کوئٹہ میں اپنی appointment کی ہے۔ اِس میں یہ ہوتا ہے کہ اگر پشین سے قلات سے کوئی ٹیچر آتا ہے وہاں کی پوسٹ خالی ہو جاتی ہے وہاں نیا بندہ بھرتی ہوتا ہے ہمارے جو اسکول کی پوزیشن ہے پوسٹ اُس پر وہ occupy ہو جاتی ہے۔ اِس سے ہمارا حق مارا جاتا ہے۔ اِس میں آپ نے یہ کرنا ہے جناب چیئر مین ! کہ ایک جو ہماری تجاویز ہیں اور تجاویز دینے سے پہلے میں non teaching staff کی بات کروں گا اِن اسکولوں میں non teaching staff، میں کلرک، چوکیدار، نائب قاصد، سوئیپر، مالی آتے ہیں، مثلاً ایک اسکول ہے گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول عیسیٰ خان اِس میں تقریباً دس کلاس فور کے ملازمین ہیں۔ اور ایسے اسکول ہیں جن میں ایک بھی کلاس فور کا ملازم نہیں ہے آپ کچی بیگ ہائی اسکول میں جائیں۔ وہاں گرلز اسکول میں ایک یا دو کلاس فور کے ملازمین ہیں، وہاں خلجی کالونی مڈل اسکول میں ایک نائب قاصد تھا اُس کو بھی DEO نے ٹرانسفر کیا میں نے کوئٹہ کے DEO کو فون کیا کہ ایک نائب قاصد آپ نے اُس کو بھی ٹرانسفر کر دیا یہ اسکول یہاں کیا ہو گا۔ تو جناب چیئر مین! صورتحال یہ ہے کہ سب سے پہلے کہ یہ جو جتنے بھی یہاں ٹیچرز کی ٹرانسفر ہوئی ہے۔ باہر ڈسٹرکٹ سے چاہے جہاں سے بھی ہو اُن سب کو اپنے اپنے ڈسٹرکٹ میں بھیجا جائے۔ تاکہ وہاں جو جہاں جہاں اُن کی پوسٹنگ ہوئی ہے جہاں جس گاؤں سے وہ تعلق رکھتا ہے وہاں جا کر پڑھائیں وہ مصیبت یہ ہے کہ جب seat کی باری آتی ہے medical seat کی، انجینئرنگ کی اگر میں مستونگ میں جاؤں اگر میں پشین میں جاؤں تو مجھے نہیں چھوڑے گا کہ آپ باہر کے ہیں آپ کا یہاں حق نہیں بن رہا ہے آپ یہاں کے لوکل نہیں ہیں۔ جب وہ seat پر occupy کرتا ہے جب وہ ڈاکٹر بنتا ہے جب وہ ٹیچر بنتا ہے اپنے اسکول میں اپنی

یونین کونسل میں ایک سال نہیں گزارتا ہے وہ کوئٹہ آکر یہاں اپنا ٹرانسفر کر کے یہاں بیٹھ جاتا ہے اور پھر جا کر کے وہاں مسلم باغ میں قلعہ سیف اللہ میں قلات میں پشین میں وہ اسکول بند پڑے ہیں۔ تو بہ اچکزئی ہمارا علاقہ ہے توبہ کاکڑی وہاں کے سارے اسکول بند پڑے ہیں۔ پوری آپ کی وہاں نسل جہالت کے اندھیروں میں ڈوب رہی ہے کوئی اسکول کھلا نہیں ہے وہ سارے بچے بغیر تعلیم کے اِسی لیے تو ہمارے صوبے میں 72% بچے out of school ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ entire the province ہمارے اسکول بند پڑے ہیں۔ جناب چیئرمین! مَیں آپ کے سامنے جو ہماری تجاویز ہیں وہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ پہلا یہ ہے کہ فوری طور پر rationalization کی جائے۔ محکمہ تعلیم اگر ایمرجنسی ایجوکیشن نافذ ہے rationalization کی جائے، کسی خوف اور ڈر کے بغیر ڈائریکٹر صاحب، سیکرٹری صاحب منسٹر ایجوکیشن صاحب تمام علاقوں کے اسکولوں کھول دیں، سینکڑوں ٹیچرز یہاں شہر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ایک ایک کا نام لیا۔ اِن سب کو اِن علاقوں میں کیچی بیگ میں سریاب میں پشتون آباد میں، مشرقی بائی پاس، کچلاک میں بلیلی میں جو اسکول ہیں ہنہ اُڑک میں، نواں کلی میں اِن میں اِن ٹیچرز کو بھیج دیں۔ ایک شہر ہے سڑکیں بنی ہوئی ہیں سہولت موجود ہے بسیں چل رہی ہیں رکشے موجود ہیں ٹرانسپورٹ موجود ہے لاکھوں روپے تنخواہ وصول کی جارہی ہے۔ جا کر پڑھائیں اُن اسکولوں میں جو اسکول بند پڑے ہیں۔ اور دوسری بات یہ تمام اقدامات کرنے کے لیے میری یہ تجویز ہوگی کہ کوئٹہ کے MPAs صاحبان کی کمیٹی بنائی جائے۔ اُس میں سیکرٹری تعلیم بھی ہو، منسٹر بھی ہو، ڈائریکٹر بھی ہو، DEO, DDOs جتنے بھی ہیں وہ فوری طور پر میٹنگ کریں اور یہ ایمرجنسی ہے جناب اسپیکر! ہمارے لیے، ہمارے اسکول بند پڑے ہیں لوگ ہمارے پاس آتے ہیں کہ ہم پڑھا نہیں سکتے ہیں بچے اِسی طرح گلیوں میں گھوم رہے ہیں جہالت کے اندھیروں میں وہ بڑے ہورہے ہیں۔ لہٰذا فوری طور پر کوئٹہ کے MPAs کی یہاں کمیٹی بنائی جائے۔ تاکہ وہ تمام سکولوں میں جا کر کے معائنہ کریں اور rationalization جو ہے وہ فوری طور پر کی جائے۔ دوسرا جناب چیئرمین! جو سب سے بڑا issue ہے cluster budget، ٹھیک ہے ایک ہائی اسکول ہوتا ہے اُس کے نیچے دس مڈل، پرائمری اسکولز ہوتے ہیں۔ شہروں میں cluster کی ضرورت ہے؟ ابھی اپوا اسکول میں آپ کے پاک سکول میں باقی شہر کے سکولوں میں desks پڑے ہوئے ہیں تمام سہولیات موجود ہیں، ہمارے ہاں یقین کریں کہ بچوں کیلئے ٹاٹ بھی نہیں ہے ٹاٹ، desk تو دور کی بات ہے میری تجویز یہ ہوگی کہ اِس سال cluster کا تمام budget entire جو ہمارے مضافاتی علاقے جنکا میں نے بار بار نام لیا اِن علاقوں کے لئے cluster budget اِس سال مختص کیا

جائے ڈائریکٹر کو ہدایت کی جائے اور، اسی طرح جو cluster میں جو بجٹ ہے وہ تمام بجٹ اِن سکولوں کی سہولیات کیلئے، ابھی آپ جا کر 2500 بچیوں کیلئے دو toilet نہیں ہیں، کتنا بڑا ظلم ہے، بچیاں کہاں جائیں؟ بڑے بڑے سکولز ہیں وہاں سینکڑوں بچیاں پڑھتی ہیں، میں خود کیچی بیگ سکول گیا تھا وہاں 2500 سے زائد بچیاں پڑھ رہی تھیں، میں گیا خلجی کالونی مڈل سکول میں، 800 بچے ہیں، باقی سکولز ہیں آپ سریاب، کچلاک اور پشتون آباد جائیں، آپ حیران رہ جائیں گے، تو میری آپ سے humble request ہوگی، جو میں نے تجاویز پیش کی ہیں جن جن باتوں کا میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا بھی مسئلہ ہے ہزارہ ٹاؤن کا بھی مسئلہ ہے باقی ہمارے MPA صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں اِن سب کا مسئلہ ہے یہ جو ہمارے قلعہ سیف اللہ اور ڈسٹرکٹ زیارت، باقی ژوب کا بھی یہی مسئلہ ہے، باقی districts میں بھی یہی مسئلہ ہے، کہ بہت سارے سکولز بند پڑے ہیں، ہمارے DEO صاحبان، DDO وہ دورے نہیں کرتے ہیں، پتہ نہیں monthly لیتے ہیں اُن سے کیا کرتے ہیں؟ سکولز بند پڑے ہیں بچے باہر ہیں سکولوں کو تالے لگے ہیں اساتذہ نہیں آرہے ہیں، تو دیکھیں اساتذہ کرام ہمارے محترم ہیں، ہم نے اُنکی تنخواہوں کیلئے جدوجہد کی ہے، ہم اُنکے ساتھ بھوک ہڑتال پر ہم بیٹھے ہیں، ہم نے اُنکو عزت واحترام سے دیکھا ہے اُنکی جو یونین ہے اُسکے ساتھ، ہماری اُن سے بھی request ہے اُنکی یونین سے بھی اساتذہ کرام سے بھی کہ آپ اپنے اساتذہ کرام کو پابند کرائیں، یہ آپ کے اپنے بچے ہیں، یہ کہاں جائیں گے؟ پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ نہیں سکتے ہیں فیسز ادا نہیں کر سکتے ہیں، سرکار بلند بالا عالی شاندار بلڈنگ بنائے، لیکن بلڈنگ کے اندر اساتذہ کی کمی ہے، یہ حکومت کا فرض ہے وہ کمی دور کرے جو ٹیچر غیر حاضر ہیں یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ ٹیچر کو حاضر کرے اساتذہ کرام سے یہ ہماری request ہے کہ آپ کا بہت بڑا رتبہ ہے، ہم آپ کی قدر کرتے ہیں، ہم آپ کے مطالبات پر ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے ہیں لیکن آپ سے ہم request کریں گے کہ آپ اپنی حاضری کو ہر حالت میں سکولوں میں یقینی بنائیں۔ میں آپ سے رولنگ چاہونگا، باقی دوست بھی اِس پر بولیں گے۔ آخری میں آپ رولنگ دے دیں کہ سیکرٹری صاحب آئیں یہ MPAs کی کمیٹی بنائیں، جو جو تجاویز میں نے دی ہیں اُس حوالے سے آپ رولنگ دے دیں thank you جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بہت وقت دیا۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب چیئرمین: جی اختر حُسین لانگو صاحب۔

جناب اختر حُسین لانگو: جناب چیئرمین! ایک اِنتہائی اہم issue ہے جس پر، نصر اللہ خان زیرے صاحب

کی جو قرارداد آئی ہے، یہ صرف کوئٹہ شہر کے حوالے سے نہیں ہے، قرارداد تو ہمارے نصر اللہ بھائی نے کوئٹہ شہر کے حوالے سے لیکر آئے تھے۔لیکن یہ پورے بلوچستان کا ایک issue ہے۔اور اِس میں جو سب سے اہم point جو نصر اللہ بھائی نے بھی raise کیا تھا میں اُس ے حوالے سے بات کرونگا۔ جناب چیئر مین! یہاں ایک رسم بن گئی ہے، یا ایک طریقہ کار شروع ہوا ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے SST کے specially یا جتنے بھی اساتذہ کرام ہیں جو peripheries کے سکولوں میں جنکی appointment ہوتی ہے وہ مہینہ دو مہینے، چھ مہینے وہاں سے گزار کے political pressure یونین کا pressure ذاتی تعلقات اور اِن تمام چیزوں کو استعمال کرتے ہوئے وہ سارے کے سارے آجاتے ہیں کوئٹہ شہر میں اور peripheries میں جتنے سکولز رہ جاتے ہیں جن میں وہاں اُنکی duties ہوتی ہیں یہاں attachment پر آجاتے ہیں یا ٹرانسفر ہو کے آجاتے ہیں وہ پوسٹ خالی ہے، اب وہاں جو بھرتی ہے اُس علاقے کا بندہ، ظاہر ہے جو قلات میں لگے گا تو قلات کا لوکل لگے گا، پشین میں جو بندہ بھرتی ہوگا تو پشین کا لوکل ہی وہاں جائیگا، اب وہ خود جب اپنے ڈسٹرکٹ میں نہیں پڑھائیں گے وہ کوئٹہ میں آکے یہاں کسی کے ساتھ attach ہو جائیں گے، یہاں اب کوئٹہ میں پوسٹیں بھی نہیں ہیں۔اتنی زیادہ تعداد میں باہر سے لوگ آئے ہیں کہ پوسٹیں تو نہیں ہیں attachment کے نام پر جیسے تیسے کر کے اِنکو یہاں کسی طریقے سے کھپا دیا گیا ہے۔ اور یہاں پر بھی جب اِنکو لایا گیا کوئٹہ شہر میں تو یہاں پر بھی پھر یہی discrimination ہے، کیونکہ duty نہیں کرنی ہے۔ وہاں سے جب کوئٹہ آتے ہیں اِسی لئے کہ duty سے آزادی ملے، اب یہاں بھی کوئٹہ شہر میں بھی وہ اُن سکولوں میں اپنی appointments کرواتے ہیں جہاں اسٹوڈنٹس اِنتہائی کم نہ ہونے کے برابر ہیں، ٹیچر کی تعداد اِنتہائی زیادہ ہے، وہ کیا کرتے ہیں ہفتے میں ایک ایک، دو دو دن یہ، ٹیچر آتے ہیں اس طرح ایک rotation بنایا ہوا ہے کہ ہفتے میں اتنے دن میں آونگا اتنے دن آپ نے آنا ہے، 15 ,15 دن 20 ,20 دن سکولوں کی شکل نہیں دیکھتے، اور دوسرا میری اِس ایوان میں بیٹھے اپنے معزز اراکین سے بھی ایک request ہے کہ یہاں، میں ایک مثال دونگا کہ Government Comprehensive High School ہے میرے حلقے میں سنٹرل ہائی اسکول ہے میرے حلقے میں وہاں اکثر میں جاتا رہتا ہوں تو اِنکی اساتذہ کی حاضری کم ہوتی ہے، کچھ ٹیچرز ہیں جو آتے ہی نہیں ہیں جب اُن سے پوچھتے ہیں تو ہیڈ ماسٹر صاحب کہتے ہیں کہ اِنکی duty فلاں خان صاحب کے ساتھ ہے، یہ اختر لانگو کا PS ہے یہ ملک نصیر کے ساتھ duty کر رہا ہے یہ عبدالخالق ہزارہ کا PS ہے یہ فلاں خان کا PS ہے یہ سیکرٹری صاحب کے ساتھ as a PS یا فلاں کام کر رہا ہے۔ یہ میری request ہے اِن اپنے معزز اراکین سے بھی

کہ ہمیں اور بہت سارے لوگ مختلف ڈیپارٹمنٹس سے مل جاتے ہیں، کم از کم ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے وہ اساتذہ جنکی ذمہ داری بچوں کو پڑھانا ہے اُنکو کم از کم ہم اپنے ساتھ PS نہ رکھیں۔ کیونکہ وہ ہمارے ساتھ ہوتے ہیں پیچھے ہماری پوری ایک نسل suffer کر رہی ہوتی ہے۔ پوری پیچھے ایک نسل کی جو تعلیم ہے اُس سے ہم compromise ہو رہے ہیں، تو لہٰذا جتنے ہمارے منسٹر صاحبان ہیں MPA صاحبان ہیں اور سیکرٹری صاحبان ہیں یہ مہربانی کر لیں جو ٹیچرز ہیں جنکا کام academic side پر ہے وہ اُنکو اپنے ساتھ duties پر نہ رکھیں۔ اور دوسرا جناب چیئرمین! اِس وقت down town میں ہمارے جو other than city ہے یا city area میں جتنے سکولز ہیں، کیونکہ یہ جو area ہے ہمارا سارا residential سے convert ہو چکا ہے commercial پر یہاں جتنے گھر بنے ہوئے تھے جتنے لوگ آباد تھے گھروں میں لوگ رہتے تھے وہ سارے یہاں سے migrate کر گئے ہیں وہاں سے shift ہوگئے ہیں اُن گھروں کی جگہوں پر اب سارے commercial plaza بن چکے ہیں۔ لہٰذا اس area میں اب آبادی نہیں ہے اس لئے اِس area کے ہمارے پرانے سکولز تھے جیسے اپوا سکول تھا یہاں پاک گرلز سکول تھا، لیڈی سنڈیمن سکول تھا اُس وقت یہاں آبادی تھی اِن سکولوں کی تعداد بہت اچھی تھی، یہاں اچھے خاصے students کی تعداد تھی۔ اور مضافات میں اتنے اسکولز کھلے نہیں تھے، اِس لئے مضافات سے بھی لوگ آ کے انہی سکولوں میں پڑھتے تھے کیونکہ بہت پرانے سکولز اور established سکولز تھے۔ اب یہاں سے مضافات میں لوگ shift ہوگئے ہیں اور مضافات میں اچھے سکولز بھی بن گئے ہیں جو لوگ afford کر سکتے ہیں وہ private sector میں چلے گئے، اپنے بچوں کو لے کر جو سرکاری سکولوں میں اب لوگ رہ گئے ہیں۔ تو وہاں اب ایک زمانہ تھا پورے سریاب میں ایک سکول ہوتا تھا اب سریاب میں صرف گرلز کی میرے خیال سے کوئی 10,15 سے زیادہ سکولز ہیں۔ اِسی طرح بوائز کے ہیں، تو اب اُن علاقوں میں بھی یہ تمام سہولتیں آ گئی ہیں اِس لئے بازار کی طرف اب لوگوں کا رُخ اتنا نہیں ہے، اب political pressure یونین کے pressure سے اِس سے نکل جانا چاہیے کیونکہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے ہم نے essential services کا Bill اِسی ہاؤس سے پاس کرایا تھا۔ اب میرے خیال سے اُن pressure میں آنے کے بجائے اب ایک سکول میں 40 اساتذہ ہیں students کی تعداد 200 بھی نہیں ہے دوسری جگہ پر students 2000 ہیں اساتذہ کی تعداد 40 بھی نہیں ہے یہ ایک discrimination ہے اِس کو فی الفور سیکرٹری صاحب کو بلا لیا جائے کیونکہ ہماری سنجیدگی کا عالم ایک تو وہاں سے gallery سے ہمیشہ گلہ کرتے ہیں کہ وہ لوگ نہیں آتے، لیکن یہاں سے بھی گلہ بنتا ہے کہ یہاں بھی

معاملہ وہی ہے یہاں بھی کرسیاں جیسے وہاں خالی ہیں اِس طرح یہاں بھی خالی ہیں، منسٹرایجوکیشن بھی ہمارے نہیں ہیں، باقی وزراءصاحبان منسٹرفنانس بھی دو، تین منسٹرز کو چھوڑ کے باقی بھی نہیں ہیں، ہمارے اپوزیشن کے ساتھی بھی کافی حدتک غیر حاضر ہیں، اتنے دن میں خود بھی غیر حاضر رہا ہوں تو، ایک سنجیدگی ہمیں دونوں طرف سے دکھانی پڑے گی، تاکہ اِن معاملات کو ٹھیک کیا جاسکے۔اگر ہم صرف اُس gallery میں بیٹھے لوگوں کے اوپر ساری ذمہ داری ڈال دیں گے سیکرٹری صاحبان اورایڈمنسٹریشن کے اوپر۔تو میرے خیال سے وہ بھی زیادتی ہوگی اِس میں، ہمیں اِس ہاؤس کی نصراللہ زیرے بھائی کی بات سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ کوئٹہ کے جتنے MPAs ہیں۔ 9 constituencies ہیں، 9 MPAs منسٹرایجوکیشن ایک آدھ منسٹر اور اُس میں۔ جو اس معاملے کے ساتھ linked ہیں اِن کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔تاکہ کوئٹہ کے جتنے اسکولز ہیں۔صرف میں اسکولوں کی بات نہیں کررہا میں کالجز کی بھی بات اس میں کروں گا۔کیوں کہ کالجز کی حالت بھی ہمارے اسکولوں سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے۔یہ جناح ٹاؤن کا گرلز کالج ہے ہمارے ساتھ ہی ہے بالکل شہر کے بیچ میں ہے رش والے علاقے میں ہے۔ آپ وہاں چلے جائیں پرنسپل بیچارے کے پاس چپڑاسی بھی نہیں ہے کہ کوئی مہمان آئے تو اُس کو چائے پلائیں۔ میں ایک دن اُس کالج کے visit پر گیا پرنسپل خود میرے لیے کولر سے پانی بھر کے لایا۔کہتا ہے کہ ہمارے پاس چپڑاسی نہیں ہے۔اب اس طرح کالجز میں یہ حالت ہے۔اسکولوں کی ہماری یہ حالت ہے۔تو اس کے لیے باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ اُس فورم پر اِن چیزوں کو detail میں discuss کرکے اِن کی deatils میں ہم چلے جائیں اور جو اُن کا solution ہے اُس کے لیے کیوں کہ ایک آدھ دن میں نہیں ہوگا۔اس طرح نصراللہ زیرے کی تقریر سے یا میری تقریر سے یا ہماری قرارداد سے اس طرح کی 20 سے زیادہ قراردادیں ہم اس اسمبلی میں پہلے لا چکے ہیں۔لیکن ہماری قرارداد یہاں سے پاس ہوکر ردی کی ٹوکری میں چلی جاتی ہیں پھر ہمیں اُن قراردادوں کے حوالے سے نہ کوئی feedback واپس ملتا ہے۔پہلے بھی میں نے ایک دن یہاں ذکر کیا تھا کہ قرارداد کا مطلب یہ ہے! کہ قرارداد اگر ہم کوئی پاس کرتے ہیں تو اُس کے بعد اسمبلی میں ہمیں ہفتے میں، دس دن میں، مہینہ میں، دو مہینے میں کم سے کم اُس کی ہمیں کچھ بتا تو دیں کہ اس قرارداد کے اثرات کیا ہیں۔یہ reject ہوگئی ہے یا یہ accept ہوگئی ہے۔اس پر کام ہورہا ہے نہیں ہورہا ہے لوگوں نے deny کردیا اُس کو۔اب record نکال دیں سینکڑوں قراردادیں ہم نے اِن تین چار سالوں میں اس اسمبلی سے پاس کیں۔کسی ایک قرارداد کا بھی آپ ہمیں feedback بتادیں کہ ہمیں اسمبلی کی طرف سے یا اس ہاؤس میں کوئی ایک brief feedback ہمیں آیا ہو۔تو قراردادوں سے مسئلہ حل نہیں ہوگا آپ رولنگ دیں۔کمیٹی اس پر

بنائیں۔ کوئٹہ شہر کے MPAs ہوں، اس میں آپ کا منسٹر فنانس ہو، اس میں منسٹر پی اینڈ ڈی ہو، اس میں منسٹر ایجوکیشن ہو۔ اس میں منسٹر سی اینڈ ڈبلیو ہو۔ ان چار منسٹروں کو بھی اُس میں add کر دیں۔ کوئٹہ شہر کے MPAs کو اس میں add کر دیں۔ تاکہ اسکولوں کا ایک detail visit ہو سکے کہ اِن میں کیا خامیاں ہیں اور کیا چیزیں اِن کی ضروریات ہیں۔ وہ ضرورتیں بھی ایک دفعہ پوری ہوں اِن کی اور اِن تمام اسکولوں کی حالت بھی کچھ کسی حد تک بہتر کی جا سکے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ جی میڈم شکیلہ!

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: thank you جناب چیئرمین! جس طرح میرے بھائی نصراللہ زیرے صاحب یہ قرارداد لے آئے ہیں میں اس کی تائید کروں گی۔ کیوں کہ نصراللہ زیرے صاحب نے تو اس کی صرف آپ کو کوئٹہ ڈسٹرکٹ کی بات کی۔ اور کچھ school کی آپ کو calculation کرائی۔ اگر ہم اس وقت آپ کے بلوچستان کے اسکولز ہیں اس میں مڈل، پرائمری اور ہائی اسکولز ہیں جن میں 15088 706 آپ کی co-education ہے وہ یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ وہ co-education جو آپ کے پرائیویٹ ہے بلکہ ہمارے rural areas میں جو پرائمری اسکولز ہیں اُن میں لڑکے اور لڑکیوں کو ایک جگہ تعلیم دی جاتی ہے کیوں کہ وہاں ٹیچرز نہیں ہوتے تو وہ اُس کو بھی ہم اسی co-education جو 706 ہے اُس میں لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ 10122 آپ کے بوائز اسکولز ہیں اور 4260 آپ کے گرلز اسکولز ہیں یہ آپ کے بلوچستان کا data ہے آپ BMS سے باقاعدہ نکال سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! تقریباً جو حالات اِنہوں نے یہاں صرف کوئٹہ کے آپ کو بتائے تو میرا خیال ہے آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ اگر ذرا کوئٹہ سے باہر جائیں سائیڈ ایریاز میں یا دوسرے ڈسٹرکٹس میں جائیں گے تو حالت ذرا اس سے بھی بُری آپ کو ملے گی۔ میرا سوال آج کا جو پنجپائی کے حوالے سے تھا۔ کہ ایک اتنی بڑی آبادی ہے وہاں گرلز اسکول ہے۔ اور گرلز اسکول میں appointment نہ ہونے کی وجہ سے وہ اسکول بند ہے جس کی وجہ سے بچیاں تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں۔ بوائز اسکول آپ کا running ہے وہاں آپ کی appointments بھی ہو رہی ہیں آپ کا class IV کی جس طرح اِنہوں نے بات کی وہ بھی ہے۔ میں ذرا اس سے ہٹ کے یہاں دہوار کالونی کی بھی میں بات کروں گی۔ زیرے بھائی نے جیسے بات کی۔ اب ایک ہزار students سے زیادہ بچیاں زیر تعلیم ہیں اُس بلڈنگ کو اگر آپ دیکھیں۔ تو میرا خیال ہے کہ پرائمری اسکولز کی جو buildings ہیں وہ اُس سے زیادہ بڑے آپ کو ملیں گی۔ کشمیر آباد میں اسی طرح اسکول ہے، فیض آباد میں آپ کے اسکول ہے ذرا آپ اس buildings

کو بھی دیکھیں کہ اُس میں اس طرح کی بچیاں پیچی بیگ کی اُنہوں نے بات کی۔ پیچی بیگ بھی آپ جا کے دیکھیں۔نصیر شاہوانی صاحب بھی آپ کو بتائیں گے کہ ہم نے visit کیا تھا کہ بچیاں وہاں کس طرح بالکل بند کر کے اُن کو رکھا گیا۔ کیوں کہ وہاں کمرے نہیں ہیں۔ وہاں areas میں زمینیں اگر ہیں تو گورنمنٹ اُس طرح سے لے نہیں رہی۔ میں مستونگ کی طرف جاؤں گی تو اشکنہ گرلز ہائی اسکول ،ہزاروں کی تعداد میں بچیاں ہیں کمرے نہیں ہیں برآمدوں میں بچوں کو بٹھایا ہوا ہے یا پھر دھوپ میں بیٹھی ہوئی ہیں۔اس کے علاوہ گرلز ہائی اسکول مستونگ missing facilities کی میرے بھائی نے بات کی۔تو آپ کے گرلز اسکولز میں واش روم کا کوئی انتظام نہیں۔ missing facilities کہیں پر بھی آپ نہیں دے پا رہے ہیں۔اسی طرح میں قلات میں ''خیسُن دُون'' ایک علاقہ ہے۔ قلات سے ذرا آگے جا کر۔ یہ 2008ء یا 2006ء میں UN کا ایک delegation آیا تھا۔اور اس کو model village declare کیا گیا تھا۔ کیوں کہ یہاں صحت کی سہولیات موجود تھی۔اس علاقے میں پانی موجود تھا،اس علاقے کے گرلز اور بوائز اسکولز چل رہے تھے۔لیکن جب last time یعنی ایک سال پہلے جب میں گئی visit کرنے گرلز اسکول بند کیا ہوا تھا disputed تھا کیوں کہ علاقے کے وہاں class iv کے کسی اور کو appoint کیا گیا تھا اور علاقے کا بندہ نہیں تھا۔تو وہ disputation میں وہ اسکول بند کر دیا گیا تھا۔اب اسکول بند کرنے سے ہماری بچیاں تعلیم سے رہ جاتی ہیں اور یہ complain میں نے کئی مرتبہ کرائی۔ پھر اُس کے بعد اسی طرح ہماری گرلز کا ظاہر ہے dropout ratio زیادہ ہوگا۔ بوائز تو کہیں پر بھی جا کے اپنی تعلیم continue کر سکتے ہیں،شہر آسکتے ہیں کسی کے گھر میں رہ سکتے ہیں کسی ہاسٹل میں رہ سکتے ہیں۔لیکن سب سے زیادہ آپ کی گرلز ایجوکیشن متاثر ہوگی cluster budget کی میرے بھائی نے بات کی cluster budget کا mechanism جیسے وہ ہائی اسکول کو ہوتا ہے اُس کے بعد اُس کے surroundings میں جو مڈل اسکول and than primary schools جناب اسپیکر!اگر یہ بجٹ اچھی طرح utilise ہو تو میرا نہیں خیال کہ آپ کو کہیں اور جانا پڑے۔ decentralize ہونا چاہیے۔یہ ایک shoes میں اپنے موبائل پر دکھا رہی ہوں یہ ایک ٹیچر نے مجھے یہ تصویر بھیجی ہے کہ میں نے اس سال enrollment بچیوں کی کروائی ہے۔خدارا یہ shoes صرف arrange کر کے دے دوں کہ اس گاؤں کی بچیوں کے پاس جوتے نہیں ہیں پہننے کو۔ جناب اسپیکر میں یہ تصویر آپ کو send کروں گی۔اُس نے مجھے sample کے طور پر with number بتائے کہ خدارا یہ shoes ہم لے کر بھجوا دیں کہ ہماری بچیاں جو ہم نے enrolled کیے ہیں اُن کے پیروں میں جوتا

نہیں ہے۔ میں اُن کے لیے uniform arrange کر رہی ہوں ، bags arrange کر رہی ہوں اُن کے لیے کچھ shoes آپ arrange کریں تاکہ یہ بچیاں پھر اسی رمضان کے بعد یہ ناں ہو کہ یہ عید کے بعد اسکول آنا ہی چھوڑ دیں۔تو حالت زار یہ ہے۔ اگر cluster budget ہے اُس کو decentralize کیا جائے۔ پرائمری اسکول کی ڈیمانڈز اپنی ہوتی ہیں مڈل کی اپنی ہوتی ہے ہائی کی اپنی ہوتی ہے۔ اِن کو وہ بجٹ دیا جائے۔کم سے کم اُن principals پر اتنا تو اعتبار کرلیں۔کہ اُنکو amount دیا جائے۔تاکہ وہ اُن بچیوں پر اُس کو spend کر سکے۔اس کے علاوہ ہمارا education sector plan ہے۔اب اس میں جب چیزیں ہیکلنگ کرتی ہیں۔ وہ ہے ہمارا monetary mechanism، ہمارا monitoring mechanism اتنا weak ہو چکا ہے کہ ہم اِن تمام چیزوں کو یعنی بہتری کی طرف نہیں لے جا پا رہے ہیں۔ جیسے اِنہوں نے کہا کہ political ہم transfer بھی کروا رہے ہیں، پوسٹنگ بھی کروا رہے ہیں یہاں پر ہم لوگوں کو لے کر آ رہے ہیں علاقے اور یہ ہوا ہمارے ساتھ۔آغاز حقوق بلوچستان میں کیوں کہ میں نے خود کام کیا۔ میں یونیسف کے ساتھ as research officer کام کر رہی تھی۔ہم نے policy planning implementation unit کو establish کرنے میں ہمارا ہی نام تھا ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔آغاز حقوق میں یہی ہوا کہ جتنے بھی SST کی appointments ہوئیں۔ وہ بھی transparency سے ہم نے کرنے کی جتنی کوشش کی خواتین کو بھی اُس میں اُتنی ہی نمائندگی دی گئی males کو بھی دی گئی۔کہ ہم نے 2200 خواتین کو بھی اگر jobs دلوائیں۔اُس کے بعد ہوا یہ کہ وہ جتنی بھی ٹیچرز تھیں اُنہوں نے اُن علاقوں سے اپنا ٹرانسفر کوئٹہ کرالیا۔کیونکہ آپ کا کوئٹہ میں لوگ رہنا پسند کرتے ہیں شاید وہاں اُن کے پاس وہ facilities نہیں ہیں اپنے بچوں کو تعلیم دینے کے۔تو وہ جو جتنا change تھا وہ آغاز حقوق کا۔ وہ بھی آپ کا کوئٹہ میں آ گیا۔اُس سے پھر وہ والی seats ہیں وہ بھی occupy ہوگئیں۔اس وقت سب سے زیادہ آپ کا اسٹاف اگر آپ data نکال کے بھی دیکھیں گے آپ کے ہیلتھ میں سب سے زیادہ آپ کے employees ہیں آپ کی education میں سب سے زیادہ employees ہیں آپ کے۔لیکن ان پر وہ monitoring mechanism نہیں ہے اُن کی اُس طرح capacity بلڈنگ نہیں کی جاتی ہے کہ آیا وہ ٹیچر وہ کوالیٹی ایجوکیشن اپنے students کو دے پاتا ہے یا نہیں دے پاتا۔لہٰذا اس platforms پر میں یہ کہتی ہوں یہاں عوامی نمائندے سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پورا بلوچستان ہمارا ہے۔اگر ہم نے اس طرح اسی طرح چیزوں کو ہولی، سولی لیکر چلنا ہے تو مجھے نہیں لگتا کہ ہم کبھی کسی اور ترقی یافتہ صوبے کو پہلے میں ملکوں کی

بات نہیں کروں گی۔ کہ صوبے کی بھی ہم برابر آسکیں ۔سب سے پہلے تو ہم نے اپنا monitoring mechhanism اُس کو بہتر بنانا ہے ہم اگر policies کی یہاں بات کرتے ہیں جو وہی policy تھی جو جہاں ہے وہیں پر اُس کی job ہوگی جس ڈسٹرکٹ سے اُس کا تعلق ہے۔ ایک تو اس کو ہم نے ساتھ لیکر چلنا ہے۔اور باقاعدہ آپ کا balochistan education sector plan بنتا ہے ہر سال جو UNICEF اور باقی جتنے بھی donor organisations ہیں آپ کی ایجوکیشن کا اپنا ڈیپارٹمنٹ ہے۔اُس education sector plan کو implementation کرنا گورنمنٹ آف بلوچستان کی ذمہ داری ہے۔ کہ اُس میں ہم نے کتنے loopholes ہیں ہمارے، کہاں کہاں جو ہے نہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ gaps آرہے ہیں اُس کی identification ہوسکے اُس میں ۔ کہ میں اُن تمام چیزوں کو fulfill کریں۔ تب ہم لیکر چلیں گے۔ پہلے جو ہماری basic ہے جو پرائمری اسکول ہے ہم اگر اُس کو برابر کر کے چلیں گے۔تو میرا خیال ہم universities تک پھر چیز کو sequence wise لیکر چلیں گے۔تو بالکل میں اس قرارداد کی تائید کروں گی کیونکہ اگر آپ نے بہتر بلوچستان اور تعلیم یافتہ بلوچستان بنانا ہے تو یہی چھوٹی چھوٹی یہ جو timely greatly جو ہماری چیزیں ہیں اُن ہی کو اگر ہم identify کریں اور اپنا ایک اچھا mechanism بنائیں تو ہم چیزوں کو implement کر سکتے ہیں۔شکریہ جناب اسپیکر!

جناب چیئرمین: بہت شکریہ جی ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب اسپیکر! میرے خیال میں جس طرح نصراللہ زیرے کی یہ قرارداد ہے۔ میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اُس کی حمایت کرتا ہوں۔اور جو calculation اُنہوں نے بیان کی ۔ بلوچستان میں اسکولوں کی پوزیشن بالکل اسی طرح ہے ۔اور کوئٹہ اور اس کے مضافات میں اگر چلے جائیں۔سٹی کے اندر جس طرح اُنہوں نے کہا کہ اُن اسکولوں کی اُنہوں نے مثالیں بھی دیں۔ بہت سارے ایسے اسکول ہیں۔ جہاں تین بچے یا تین بچیوں پر بھی ایک ٹیچر آپ کو ملے گا۔اور اسی شہر مضافات میں جس طرح سریاب ہے، کچلاک ہے، مشرقی بائی پاس ہے، خلجی کالونی ہے، میاں غنڈی ہے تو بہت سارے ایسے اسکول ہیں ۔میں اپنے گرلز ہائی اسکول کیچی بیگ کی مثال جس طرح میرے دوستوں نے بھی دی اور 25 سو students گرلز ہائی اسکول کیچی بیگ کے ہیں اور ایسے کمرے بھی میں نے دیکھے جس کے اندر 80 students بیٹھی ہوئی ہیں۔اور ٹیچر کو یہاں داخل ہونے کی بھی جگہ نہیں ہے جہاں وہ کھڑے ہو کر لیکچر دیں یا بچیوں کو پڑھا سکیں۔اور 100 طالب علموں پر یا 80 طالب علموں پر آپ کو ایک ٹیچر ملے گا۔بلوچستان کے جو

مضافات سے وہ لوگ جو ہر شخص چاہتا ہے کہ آج میری ٹرانسفر یہاں کوئٹہ میں ہو۔اور کوئٹہ میں میں اپنے بچوں کو تعلیم دے سکوں ۔بدقسمتی یہ ہے کہ وہاں جو تعلیم کی پوزیشن ہے جہاں ہسپتالوں کی پوزیشن ہے۔وہاں جو بیروزگاری کا عالم ہے اس چھوٹے سے شہر میں جس کو کوئٹہ کہا جاتا ہے جو بلوچستان کا دارالحکومت ہے اور اس وقت اس کی آبادی 40 لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے۔ہر شخص یہاں آنا چاہتا ہے اور یہاں اپنی پوسٹنگ چاہتا ہے۔تو میں کہتا ہوں کہ اس شہر پر اور کتنا بوجھ ہم ڈالنا چاہیں گے۔وہ ہزاروں ٹیچر جو وہاں سے attachment پر وہاں کے اسکول اب میرے اپنے علاقے میں حلقہ PB32 جس علاقے سے میں یہاں کا نمائندہ ہوں آپ ڈیگاری ،مارواڑ ان علاقوں کے اسکولوں میں پرائمری اسکولوں میں جائیں سارے ٹیچر سے کوئٹہ کے وہاں appoint کئے گئے ہیں۔میں نے اکثر visit کیا ہے وہاں پر اسکولوں میں تالے لگے ہوئے ہیں وہاں کوئی پڑھانے کو تیار نہیں ہے۔یہ تو کوئٹہ سے قریب کا علاقہ ہے یہاں ہر شخص ہر ٹیچر جس طرح دوستوں نے کہا کہ کوئی یونین کی سفارش پر کوئی کسی منسٹر کی سفارش پر کسی سیکرٹری کی سفارش پر attachment پر اسکولوں میں۔اور جب یہاں ہمارے اسکولوں کے اندر پوسٹ بھی آجاتی ہے۔تو انہی چھوٹی پوسٹوں پر بھی جھگڑا ہے۔اور بہت سارے اسکول بند پڑے ہیں جس طرح میری بہن نے مثال دی۔کہ قلات کے ایک اسکول ہے خیسُن دُون جہاں class iv کا ایک بندہ ہے جس کو باہر سے لایا گیا اور وہ اسکول ابھی بند پڑا ہے۔کیونکہ اُس علاقے کے لوگوں نے زمین دی اُن علاقے کے لوگوں نے سب کچھ دیا تمام سروس دی ہے۔لیکن کیا اُس علاقے کے لوگوں کا یہ حق نہیں بنتا کہ اگر کوئی class iv کی کوئی پوسٹ آجائے تو اُس علاقے سے وہاں appoint کیا جائے۔یہی ہمارے ایک اسکول تھا ہائی اسکول خلی جو میرے خیال گزشتہ تقریباً 12 سالوں سے بند پڑا ہے علاقے کے لوگوں نے وہاں آدھی ایکڑ زمین دی جس پر ایک کروڑ سے زیادہ کی ایک اچھی سی بلڈنگ بنی۔جب وہاں کچھ اسامیاں آئیں۔تو وہ سارے کوئٹہ شہر سے بھیجے گئے اور وہاں پر علاقے کے لوگوں نے مجبور ہو کر اُس اسکول کو تالا لگایا۔جو حال ہی میں میں نے بڑی کوششوں کے بعد اُس کو دوبارہ کھول دیا۔8 سال تک گورنمنٹ آف بلوچستان جو ہمارا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے اور علاقے کے لوگ ہائی کورٹ میں ایک دوسرے کے خلاف پیشی کرتے رہے ۔تو جناب چیئرمین صاحب! آپ اس کرسی پر جب بیٹھے ہوتے ہیں تو ہم آپ سے اکثر گزارش کرتے ہیں کہ یہ اس کرسی کی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔آپ رولنگ دیدیں یہ ایک genuine مسئلہ ہے۔اور آپ ان کا حل یہی ہے کہ ہم یہاں ایک تو بدقسمتی یہ ہے کہ جس طرح میرے دوست نے کہا کہ آج ایوان خالی پڑا ہوا ہے۔ہم خالی کرسیوں سے ہمیشہ باتیں کرتے ہیں اخبارات کی تو زینت بنتی ہیں۔لیکن اُس کے بعد جو کام ہونا ہے جو چیزیں

ہونا ہے وہ اکثر ہوتا نہیں تو آج میں آپ سے یہی گزارش کرتا ہوں۔ کہ ناں صرف اسکولوں کی یہی حالت ہے بلکہ ہمارے ہسپتالوں کی بھی یہی حالت ہے ڈسپینسری ہوں چاہے وہ ہیڈکوارٹر کے Hospital ہوں ڈاکٹرز وہاں کے سب کے سب یہاں کوئٹہ آنا چاہتے ہیں۔ اور یہاں even آپ BMC اور سول ہسپتال کو چھوڑ کر آپ اگر شیخ زید بھی چلے جائیں۔ تو جناب چیئرمین صاحب! آپ کو شیخ زید کے اندر بھی ڈاکٹرز نہیں ملیں گے۔ میرے خیال میں ایک دفعہ سی ایم صاحب نے سریاب روڈ کا visit کیا اور ہم بھی اُن کے ساتھ تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم شیخ زید ہسپتال بھی جانا چاہتے ہیں۔ تو مغرب کے بعد ہم شیخ زید ہسپتال گئے وہاں دو ڈاکٹروں کے علاوہ میرے خیال میں کوئی اسٹاف ہی نہیں تھا آخر میں DC کو کہا کہ ان کی رجسٹر اٹھالیں اور یہ سارے غیر حاضر تھے۔ تو آج وہی ہسپتال ہے اُس کی وہی پوزیشن ہے مجھے نہیں معلوم کہ ہماری ناں ہسپتالوں کی حالت بہتر بن رہی ہے ناں ہمارے اسکولوں کی حالت بہتر بن رہی ہے ناں حکومت۔ اور حکومت وقت جو بھی ہے نہ وہ بیٹھ کر جو ہے اُن چیزوں پر دھیان دیدیں۔ ایک اور بڑی بات جناب چیئرمین صاحب! میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہر سال جب ہم بجٹ پیش کرتے ہیں اُس بجٹ کے اندر ہزاروں پوسٹیں مختلف آپ کو ڈیپارٹمنٹس میں ملیں گی اُن کو دو دو تین تین دفعہ اخباروں میں مشتہر کیا جاتا ہے غریب لوگ بلوچستان کے دور دراز علاقوں سے آکر یہاں ایک دفعہ تو آکر فارم بھرتے ہیں پھر دوسری دفعہ آکر وہ انٹرویوز دیتے ہیں ٹیسٹ اُن کا ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ end of the year جب سال آخر ہوجاتا ہے پھر یہی پوسٹیں lapse ہوکر ہمارے اربوں روپے ہم پھر دیکھتے ہیں کہ وہ آخر میں پتہ چلتا ہے کہ بلوچستان کے 38 ارب روپے lapse ہوئے یہ ان ہی پوسٹوں کے پیسے ہوتے ہیں اُن کو fill تو نہیں کیا جاتا۔ لیکن غریبوں کے پیسے ہمیشہ اس پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ آج بھی میں نے دیکھا ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی پوسٹیں آئی تھیں مشتہر ہو چکی ہیں کوئی ان پر وہاں کوئی تعیناتی نہیں ہو رہی ہے آپ ہماری ایگریکلچر کی مثال لے لیں آپ کی ٹرانسپورٹ کی پوسٹیں آئیں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی پوسٹیں آئیں even کھیل و ثقافت کی پوسٹیں۔ میرے خیال میں درجنوں ایسے ڈیپارٹمنٹس ہیں جن کی پوسٹیں ہر دفعہ اخباروں میں آجاتی ہیں پھر ان پر تعیناتی کیوں نہیں کی جاتی۔ ہم پچھلی گورنمنٹ کی بات سنتے تھے جب جاتے جاتے چیف سیکرٹری چٹھہ صاحب نے ایک انکشاف کیا تھا کہ بلوچستان میں 32 ہزار پوسٹیں خالی ہیں۔ آج بھی وہی 32 ہزار پوسٹیں میرے خیال میں 40 ہزار پوسٹیں ہیں۔ اور یہ حکومت بھی جب سے آچکی ہے جناب اسپیکر صاحب! ہمارا دوسرا بجٹ بھی آچکا ہے۔ ہمیں قوی امید ہے جس طرح یہ چل رہا ہے۔ تو اندازہ ہے کہ ہم جب سنیں گے جون میں آئیگا۔ جب یہ بجٹ سے پہلے ہمیں یہ اندازہ ہو جائے گا۔ کہ ہمارے 30 ارب روپے 25

ارب روپے 40 ارب روپے یہ lapse ہو گئے۔ یہ آج میں اس floor پر کہہ رہا ہوں۔ اس لیے آپ لوگوں کو گواہ بنا کر۔ کہ یہ عوام الناس کے پیسے ہیں یہ ہمارے بلوچستان کے لوگوں کے پیسے ہیں اس پر اگر بیوروکریسی اگر کچھ ہیر پھیر کر لیتا ہے تو یہ عوامی نمائندوں کا اور خاص کر جو یہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ پیچیدگیاں دور کر کے جناب چیئرمین صاحب! کہ فوراً اُن پر تعیناتی کر کے یہ ہمارا حق ہے یہ لوگوں کا حق ہے کہ ہم اپنے ہسپتالوں کی حالت بہتر بنائیں۔ ہم اپنے اسکولوں کی حالت بہتر بنائیں۔ جو خاص کر ہماری حاضری کا جو عالم ہے۔ جس طرح اختر حسین نے کہا ہم ہمیشہ تو یہاں گیلری میں بیٹھے ہوئے ہم کہتے تھے سیکرٹری حضرات یہاں آتے نہیں ہیں۔ اب ہمارے ممبران کی تعداد بھی اتنی کم ہوتی جا رہی ہے۔ اُن کا جب کوئی اس قسم کا مسئلہ ہوتا ہے کوئی مفاد کی بات ہوتی ہے تو ہم لوگوں کو کھینچ کر قرارداد تو پاس کر لیتے ہیں وقتی طور پر۔ لیکن جو اصل کام ہم نے کرنا ہے جناب اسپیکر صاحب! جو عوام الناس کا کام ہے۔ جو ہمارے لوگوں کا کام ہے۔ تو وہ نہیں ہو پا رہا۔ اسی قرارداد کے ساتھ ساتھ میں ایک اور بات بھی آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! سریاب روڈ اور سبزل روڈ جو گزشتہ ایک سال سے لوگوں کی دکانیں گرا کر اُن کو بغیر نوٹس کے۔ اور اُن کو اب تعمیر بھی نہیں کرنے دیا جا رہا ہے۔ کہ ہوسکتا ہے کوئی اور نئے نقشے بنیں کہ اس کو بڑھایا جائے۔ کنڈرات کے ڈیر ہیں۔ اگر آپ ان دو سڑکوں پر سفر کریں گھنٹوں، گھنٹوں آپ کو لگیں گے۔ ہم جب رمضان کے مہینے میں یہاں سے جاتے ہیں تو گھنٹوں سریاب روڈ اُس کی توڑ پھوڑ کی وجہ سے پر پسے رہتے ہیں۔ اور میری یہ 6 مہینے سے گزارشات تھیں ان دونوں روڈوں پر کام کی رفتار میں نہیں کہوں گا کہ کام کی رفتار بند ہے۔ کام بالکل بند ہے۔ اس لیے تو میں کہتا ہوں کہ آج آپ کی رولنگ یہ دو، تین چیزوں کے حوالے سے جانی چاہیے۔ ایک تو یہ جو سکولوں کا جو مسئلہ تھا۔ اس حوالے سے جس طرح نصراللہ زیرے نے کہا کہ ایک کمیٹی بنی چاہیے۔ اور اس کمیٹی کو 2۔3 میٹنگوں کے اندر اپنی ایک جامعہ منصوبہ بندی کر کے ایک پالیسی بنانی چاہیے اور اُسی پالیسی کے تحت اگرچہ وہ فیصلہ کریں۔ کہ باہر کے ٹیچر جا کے اپنے علاقوں میں پڑھائیں اور باہر کے ڈاکٹر اپنے ادھر ہیڈ کوارٹر میں جا کر اپنے اسپتالوں میں ڈیوٹی دیدیں۔ اور ساتھ جو یہاں وہ اسکول جو خالی پڑے ہیں۔ اُن اسکولوں میں ہم ان کو تقسیم کریں۔ تو پھر بہت سارے اسکول جو اس وقت بند پڑے ہیں۔ جو بہت سارے Hospital بند پڑے ہیں۔ وہ بھی کھل جائیں گے۔ اور ساتھ ہی اس سسٹم کا نظام بھی بہتر ہوگا۔ لیکن میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہاں کے chairs میں ذمہ دار کون ہیں۔ جو ان تمام سوالات کے جواب دیدیں۔ جو اس ایوان کو مطمئن کر سکیں۔ یہ قرارداد پاس تو ہو جائیگی۔ میرے خیال میں وہاں سے بھی لوگ کہیں گے منظور ہماری طرف سے یہ قرارداد ہے یہ منظور ہے۔ لیکن اس قرارداد کے بعد اس قرارداد کا

جو فائدہ ہے جو عوام الناس کو پہنچنا چاہیے۔ یا اس قرارداد کو اگر لایا گیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں اُس کے لیے آپ ایک رولنگ دیدیں۔ اور اُسی رولنگ کے اندر آپ اُس کی میٹنگ کا بھی تہیہ کریں کہ دو دن کے اندر ایک ہفتے کے اندر اس کی میٹنگ ہو۔ تاکہ وہ اپنی سفارشات بنا کر آگے بھیجیں۔ اور ایک رولنگ سریاب روڈ اور سبزل روڈ کے حوالے سے بھی جناب اسپیکر صاحب! آپ دیدیں تاکہ ان دونوں پر جو کام بند پڑے ہیں۔ اور اس رمضان کے مہینے میں گاڑیاں ہمیشہ کھڈوں میں گرتی ہیں۔ مسافر روڈ، دن میں میرے خیال میں ہزاروں لوگ پھنسے رہتے ہیں گاڑیاں پھنسی رہتی ہیں۔ مسافر پریشان ہیں۔ اسکول کے بچے ہیں تمام اُس پر بھی رولنگ دیدیں۔ اور کوئٹہ پیکیج اُس پر ہو رہا ہے اُس کے پی ڈی کو ذمہ داروں کو بلایا جائے تاکہ اُس پر میٹنگ کر کے ان کا کام کی رفتار کو تیز کیا جائے اور کام شروع کیا جائے۔ thank you۔

جناب چیئرمین: شکریہ ملک نصیر شاہوانی صاحب، جی یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: میں نصراللہ زیرے صاحب کی قرارداد کی مکمل حمایت اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے میں مختصراً یہ کہوں گا کہ ملک صاحب نے بھی بات کی اور کوئٹہ کے علاوہ کوئٹہ میں بھی یہ پوزیشن ہے۔ تو آپ خود سمجھ لیں۔ کہ ہمارے دیہی علاقوں میں کیا پوزیشن ہوگی میں نے پہلے بھی اُس دن اپنی speech میں کہا تھا کہ ہمارے district خضدار میں کوئی 166 اسکول بند پڑے ہوئے ہیں۔ جو جن میں ٹیچرز نہ ہونے کی وجہ سے اُن میں سے 5,6 کوئی اور وجہ ہے۔ اور باقی اکثریت جو ہے نہ وہ اسی وجہ سے جہاں teachers available نہیں ہیں۔ یا lower staff کی کمی ہے تو اسی وجہ سے بند ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے دوست وزراء صاحبان کچھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو میرے ساتھ بیٹھ ہوا ہے تو وہ سن لے گا باقی اپنی مجلس میں لگے ہوئے ہیں وہ شاید نہیں سنیں۔ کیونکہ پچھلی گورنمنٹ میں بھی یہی حال تھا ہم جب گورنمنٹ میں آئے تھے۔ اُس ٹائم 2018 میں تو ہمارے 44 اسکول بند تھے۔ تو یہ ان کی مہربانی جام صاحب کی مہربانی اب عبدالقدوس بزنجو صاحب کی مہربانی اس گورنمنٹ کی مہربانیاں ہیں اب یہ 166 ہوگئے ہیں۔ تو میرے خیال میں جب ہم اپنا turn over پورا کریں گے۔ یہ 200 سے plus وہ جائیں گے یہ پوزیشن اگر موجودہ رہی۔ کیوں کہ دعوے سب کر رہے ہیں۔ یہ گورنمنٹ بھی بڑے بڑے دعوے کر رہی ہے کے جی ہم تو پہلے والوں نے بھی کہا کے education کے لئے جس طرح ہمارے منسٹر صاحب سردار یار محمد رند صاحب نے کہا میں تو انقلاب لے کر لاؤنگا بلوچستان میں۔ اُن کے انقلاب سے بھی نہیں ہوا۔ اب مری صاحب ہیں مری صاحب کا انقلاب آپ دیکھیں گے اُس میں بھی 166 سے بھی ہم آگے جا رہے ہیں۔ ابھی میں نے سنا تھا کہ 167 ہوگئے ہیں دو ٹیچرز

اور ریٹائر ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: سابقہ وزیر تعلیم پاس بیٹھا ہوا ہے یہ کیسا تھا۔

میر یونس عزیز زہری: جناب چیئرمین صاحب تو مجھے یقین ہے کہ یہ اسی طرح اگر ان چیزوں کو serious اگر انہوں نے نہیں لیا۔تو میرے خیال میں یہ آگے جا کے جواب ہمیں دینا پڑے گا۔اور جب ہم الیکشن میں جائیں گے تو اُن کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی ایک مصیبت بن جائے گی تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ فوری طور پر جتنی ٹیچرز کی پوسٹیں ہیں جتنی non teachers کی ہیں اُن کو نکالا جائے تا کہ اُن میں کم از کم اتنا ہو کے کچھ تو اسکول کھل جائیں شہر تو یہ ہے کہ کچھ اسکول کھلے ہیں۔اگر ٹیچرز کی کمی ہے۔لیکن میرے district میں 166 اسکول بند پڑے ہوئے ہیں یہ ریکارڈ پر بالکل ہے۔میں اس کو پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔لیکن سننے والا کوئی نہیں ہے۔وزراء مجلس میں لگے ہوئے ہیں اختر حسین صاحب وزراء کو چھوڑ دیں تا کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: اختر حسین کی وجہ سے ہو رہا ہے سب کچھ۔آپ اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھے ہیں۔

میر یونس عزیز زہری: ایک کان سے سنتے ہیں اور مجھے نہیں لگتا کہ یہ گورنمنٹ serious ہے۔یہ جو عبدالقدوس بزنجو صاحب کی گورنمنٹ آئی ہے۔اس میں بھی مجھے نہیں لگتا کہ یہ serious ہے۔اگر یہ serious ہوتے میرے خیال میں یہ پوسٹیں ابھی 6 مہینے اُن کو ملے۔اُنہوں نے کہا تھا ہم تو ایک مہینے میں یہ چیزیں نکال دیں گے on the record ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے حلف لینے کے بعد اُس نے کہا تھا کہ ہم ان کو تو ایک مہینے میں نکال دیں گے۔یہ پوسٹ ایک مہینے میں نکال دیں گے اور ایک مہینے کے اندر،اندر وہ مہینہ گزر گیا ابھی 6 مہینے اُن کو ہو چکا ہے۔مہربانی کر کے میں وزراء سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔وزیر اعلیٰ اگر ہوتا میں اس کو بتا دیتا۔کہ اگر اس طرح کی چیزیں چلتی رہیں گی تو میرے خیال میں آپ مجرم ہوتے ہوئے ہم بھی آپ کے ساتھ اس دلدل میں پستے جا رہے ہیں۔مہربانی کر کے بلوچستان پر توجہ دیدیں۔پوسٹ نکال کر لوگوں کو دے دیں لوگوں کو روزگار بھی مل جائے گا اور ہمارے بچے بھی پڑھیں گے۔اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! اسی طرح ہے ہیلتھ کی پوزیشن۔اسی سے میں فائدہ اٹھاتے ہوئے ہیلتھ کا پوزیشن اس سے بھی خراب ہے ایجوکیشن سے خراب ہے۔ہیلتھ میں کوئی serious لینے والا نہیں ہر بندہ یا وزراء ہیں یا سیکرٹریز ہیں یا دوسرے ہیں وہ اپنے لیے سوچ رہے ہیں کسی نے بلوچستان کے لیے نہیں سوچ۔کسی بھی اسپتال میں آپ جائیں۔آپ کو ایک پٹی نہیں ملے گی پیناڈول کی گولی تک نہیں ملے گی۔پہلے والے کو تو ہم کہتے تھے۔جام صاحب کے گورنمنٹ میں انہوں نے یہ کیا ابھی نئی گورنمنٹ آ گئی یہ انہوں نے بڑے بڑے دعوے کر دیئے۔یہ تو اُن سے

بھی آگے چلا گئے ہیں۔ نہ ہیلتھ کا یہ حال ہے اور ایجوکیشن کا یہ دونوں کو کم ازکم ہماری basic چیزیں ہیں۔ یہ دونوں basic departments ہیں کم سے کم ان کو اس پر توجہ دینی چاہیے۔ صرف دفتروں میں بیٹھنا اور چکر والی کرسی پر بیٹھنا اگر اس سے مسئلے حل ہو جاتے ہم دو، دو، چار چار کرسیاں لے کر دے دیں گے اُن کو میری گزارش یہ ہے تمام وزراء سے کہ وہ ان چیزوں کو دیکھ لیں اور اپنی cabinet کا جب اجلاس ہوتا ہے۔ اُس میں یہ چیزیں رکھ لیں۔ ابھی وزیراعلیٰ صاحب نہیں ہے اُس کا وعدہ اور وہ ایک مہینے کے اندر پوسٹیں نکالنا وہ دھیرے دھیرے رہ گئے۔ ابھی ایک سال میں نکال لیں۔ پھر بھی ہم خوش ہیں ایک سال میں ایک مہینے والی بات ایک سال ہو جائے کچھ نہ کچھ ہو جائے گا اگر اس طرح یہ نہیں کریں گے تو جناب چیئرمین! ہم بھی مجبور ہو جائیں گے تو پھر ہم کوئی قدم اٹھالیں گے۔ پھر بھی کوشش ہماری یہ ہے کہ یہ ماحول اسمبلی کا چلتا رہے اور یہ چیزیں جو انہوں نے وعدے کیے اپنے وعدے پورے کریں ہمارے وعدوں کو وہ چھوڑ دیں آپ نے وعدہ وہ لوگ پورا کر دیں شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ یونس عزیز زہری صاحب،

جناب چیئرمین: سیکرٹری اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے کوشش بھی کیا سیکرٹریز نہیں آئے سیکرٹری ایجوکیشن کو رابطہ کیا جائے اُن سے لیکن اُس کا آفس نمبر اور موبائل نمبر بند جا رہا ہے۔ تو جیسی یہ resolution پاس ہوتی ہے۔ تو یہ resolution کی کاپی اور اس میں جتنی آپ لوگوں کی باتیں ہیں، تجاویز ہیں، جو مطالبات ہیں آپ مجھے بات کرنے دیں۔ یہ ساری جو ہے فوری طور پر سیکریٹری صاحب کو بھجوا دیئے جائیں گے اور جو آپ کمیٹی کی جو بات کر رہے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے میں بھی کوئٹہ کا یہاں سے منتخب ہوا ہوں۔ یقیناً صورتحال اسی طرح ہے جتنے بھی حلقے ہیں ہمارے سردست جو ہیں۔ یہ رپورٹ بھجوا دی resolution کے ساتھ ہی chair کی direction بھی آپ بھیج دیں۔ ایک فوری طور پر ایک کمیٹی کوئٹہ کی سطح پر بنائی جائے۔ باقی جو ڈسٹرکٹس ہیں یہاں باتیں ہوئی ہیں۔ وہاں منسٹر اور سیکرٹری اُن کی جو باتیں ہیں۔ اُن کی جو تحفظات ہیں ان کو سنیں visit کر لیں اور ان کے خصوصاً یونس عزیز زہری صاحب نے بتایا۔ اسی طرح شکیلہ باجی نے بتایا تو یہ ساری چیزیں۔ پھر اُس حوالے سے بھی میں رولنگ میں دیتا ہوں اور ایک منٹ اس کو فارغ کر دوں اُس کے بعد پھر جہاں تک کوئٹہ پیکیج کی بات ہے اس میں بہت سارے roads ہیں یقیناً رک گئے ہیں اسمیں اہم روڈز ہیں تو یہ بھی ہیں آپ کوئٹہ پیکیج PD کو لکھ دیں وہ کوئٹہ کہ جو ایم پی ایز ہیں اُن سے رابطہ کر لیں اور اُن کی direction میٹنگ بلا لیں اور یہ جو کام روکا ہوا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں اس کے ساتھ ایک میٹنگ کریں۔

جناب چیئر مین: باقی قراردادکی طرف آتے ہیں۔

جناب چیئر مین: آیا قرارداد 142 کومنظور کی جائے۔ آوزیں ہاں

جناب چیئر مین: قراردادمنظور ہوئی۔

جناب چیئر مین: جی لہڑی صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی: شکریہ جناب اسپیکر! میں نے بات کرنا چاہا تو آپ نے قراردادمنظور کی ہے۔

جناب چیئر مین: چلیں ابھی بات کرلیں۔

حاجی محمد خان لہڑی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! کیوں کہ بہت ہی بڑا issue ہے واقعی ہمارے اسکولوں میں ٹیچرز نہیں ہیں 2019 میں اُس وقت پانچ ہزار کے قریب اسکولوں میں بھرتی ہوئے تھے ٹیچرز۔اور ہمارے ایس ایس ٹی کے تقریباً دو ہزار کے قریب ٹیچرز بھرتی ہوئے تھے بالکل اس میں کمی بیشی ہے ابھی بھی ہمارے پاس میرے خیال اٹھ ہزار کے قریب پوسٹیں vacant ہیں۔اُس دِن منسٹر صاحب سے یہی بات ہوئی تھی کہ آپ اس کو جلدی kindly cabinet میں لے کر آئیں۔کیوں کہ بہت سے اس میں issues آرہے ہیں بہت سے لوگوں نے جس کے پاس بہت عرصہ جو آپ کا M. Ed جو یہ B.Ed سلسلہ PTC کا جو تھا سلسلہ۔وہ بند کیا گیا تھا ابھی اُس رول کو relax کیا گیا ہے جس میں تقریباً، یا قریب آٹھ ہزار کے قریب جو ہم انشاءاللہ ٹیچرز جو بھرتی کرنے جارہے ہیں انشاءاللہ تعالیٰ۔اُن کا جلد سے جلد اشتہار بھی آجائیگا۔اور recruitment committee بھی بنائی گئی ہے۔تو already انشاءاللہ تعالیٰ اس پر ہم کام کررہے ہیں thank you۔

جناب چیئر مین: بہت بہت شکریہ لہڑی صاحب، اور آپ سب کا شکریہ۔

جناب چیئر مین: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 23 اپریل 2022، دوپہر 02 بجکر 30 منٹ تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 4 بجکر 32 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)